السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز عصر کا اول وقت کتنے بجے ہوتا ہے۔ بخاری میں حدیث ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد نبوی میں آئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے سوال کیا کہ یہ کونسی نماز پڑھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ عصر کی نماز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم اس وقت پڑھا کرتے تھے۔ ابوامامہ نے کہا کہ میں نے تو ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عصر کی نماز اس وقت ہوتی تھی کہ ازواج مطہرات کے حجروں میں دھوپ ہوتی تھی۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کے بعد ہم اونٹ ذبح کرتے تقسیم کرتے اور پکا کر نماز مغرب سے پہلے کھالیتے۔ نماز عصر ادا کرکے عوالی میں جاتے تو سورج متغیر نہ ہوتا تھا۔ بعض عوالی کی مسافت چار کوس ہوتی تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عصر کی نماز کتنے بجے پڑھنی چاہیے۔ نیز سایہ اصلی نکالنے کا طریقہ کیا ہے۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عرب خط استواء کے نیچے آباد ہیں۔ اس لئے ان کا عصر کے بعد کا وقت ہم سے زیادہ ہے مثل کا حساب سب ملکوں کے لئے برابر ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرق مغرب کے درمیان قبلہ ہے حالانکہ ہمارا قبلہ مغرب میں ہے۔ نیز فرمایا پاخانہ پیشاب کے وقت مشرق مغرب کو منہ کرو حالانکہ ہم مغرب میں منہ نہیں کرسکتے۔ سو ایسے ہی عصر کے وقت کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا ذکر یا اونٹ کے ذبح کا ذکر یا عصر پڑھ کر عوالی کے طرف لوٹنے کو سمجھ لینا چاہیئے۔ جامع صورت مثل ہے۔ دوپہر کا سایہ نکال کر جب مثل ہوجائے تو عصر کا وقت شروع ہوگیا اور اصل سایہ نکالنے کا طریقہ آسان ہے کہ سورج نکلنے سے غروب ہونے تک جتنا وقت ہے اس کو نصف کردیا جائے پس جو نصف کے وقت سایہ ہوگا وہ اصلی سایہ ہے۔ اور یہ ہر موسم میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ نومبر دسمبر کا حساب آج کل لگانا غلطی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ وقت شروع ہوتے ہی کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ نمازیوں کو اجتماع کے لئے کچھ مہلت دیتے تھے۔ چنانچہ ابوداؤد میں صحیح حدیث ہے کہ آپ گرمیوں میں ظہر تین قدم سے پانچ قدم تک سایہ میں پڑھتے اور سردیوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک۔ اور یہی اوّل وقت پڑھنے کا معنی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل سے بتایا ہے اور امامت جبرئیل کی حدیث میں اور دو دن نماز پڑھا کر آپ نے ایک شخص کو اوقات بتلائے۔ ان دونوں حدیثوں میں تصریح ہے کہ «والوقت بین ہذین الوقتین اوکما قال» یعنی ابتداء انتہا بتا کر فرمایا کہ وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔ پس سب حدیثوں کو ملا کر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ «الاحادیث یفسر بعضها بعضا» یعنی یہ اصولی مسئلہ ہے کہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہیں۔ پس اسی طریق سے عمل چاہیئے۔ اس بنا پر ہم آج کل کی ظہر کی اذان پونے ایک بجے دیتے ہیں۔ اور ایک بجے جماعت کھڑی ہوجاتی ہے۔ اور عصر کی اذان پونے چار بجے اور جماعت پورے چار بجے فقط۔

وباللہ التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوۃ، نماز کا بیان، ج2ص96

محدث فتویٰ